نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

کتی دا بچہ

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی کتی دا بچہ

سچا خدا پرست بننے کا طریقہ

یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مارلو۔ بابا فرید ؒ کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مَر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مَر گیا ہے اس کو دفن کردو۔ پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کرسکتا جب تک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس ومحتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یارو مددگار نہ ہو۔ یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیے۔ اسی مقام پر پہنچ کر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد نہم صفحہ 24)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات میں درج یہ تحریر نہ صرف اس کی فکری گمراہی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس کے اندرونی ذہنی تضاد اور دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے اس کی دوری کو بھی بے نقاب کرتی ہے۔ مرزا قادیانی سچے خدا پرست بننے کا جو طریقہ بیان کرتا ہے، وہ صریح طور پر فطرتِ انسانی، شریعتِ اسلامی اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہے۔

حقیقی تقویٰ اور خدا پرستی کا تعلق دل کی اصلاح، اطاعتِ الٰہی، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور شریعت کی پابندی سے ہوتا ہے، مگر مرزا قادیانی نے اس پاکیزہ تصور کو مسخ کر کے انتہائی غیر اخلاقی اور سفاکانہ تشبیہ پیش کی کہ قادیانیوں کو "کتی دا بچہ" یعنی کتیا کا بچہ بننا پڑے گا۔ مزید برآں، اولاد کی محبت کو مٹا دینے کے لیے صوفیائے کرام کے اقوال کو بگاڑ کر اس انداز میں

پیش کرتا ہے کہ بیٹے کی موت پر اسے ''کتورہ'' کہہ کر دفن کرنے کی تلقین کی جائے۔ یہ نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ انسانیت کی توہین کے مترادف ہے۔ مرزا کا یہ نظریہ ثابت کرتا ہے کہ وہ روحانی رہنما نہیں بلکہ ذہنی انتشار اور مذہبی تحریف کا نمونہ تھا۔

یہ نظریہ دین، انسانیت اور عقل کے خلاف بغاوت

مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ قول کہ ''سچا خدا پرست بننے کے لیے قادیانیوں کو کتورہ یعنی کتی کا بچہ بننا پڑے گا'' اس کی فکری و روحانی گمراہی کی نہایت بدترین مثال ہے۔ دین اسلام میں اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کا معیار ایمان، تقویٰ، اخلاق، عبادت اور اتباعِ رسول ﷺ ہے، نہ کہ انسان کو حیوانیت کے درجے پر گرا دینا۔ مگر مرزا قادیانی نے روحانیت کے اعلیٰ ترین تصور کو ذلیل و پست تشبیہوں میں تبدیل کیا۔

اس کی یہ مثال نہ صرف ناقابل فہم ہے بلکہ ایک ایسے شخص کی ذہنی سطح ظاہر کرتی ہے جو خود کو ''مسیح موعود'' اور ''نبی'' کہلوانے کے باوجود دین کی بنیادیات تک کو نہیں سمجھتا تھا۔ مزید برآں، اولاد کی محبت کو ''کتی کے بچے'' کی موت سے تشبیہ دینا فطرتِ انسانی کے خلاف انتہائی گھٹیا سوچ کی علامت ہے۔ اسلام والدین کو اولاد کی محبت، تربیت، شرافت اور دعا کی تلقین کرتا ہے، مگر مرزا قادیانی نے صوفیاء کے اقوال کو مسخ کر کے انہیں ایک ایسا معنی پہنا دیا جو اسلام کی روح سے براہِ راست متصادم ہے۔ ایسی تعلیمات انسان کو نہ اللہ کا قرب دلاتی ہیں، نہ روحانیت عطا کرتی ہیں بلکہ انسانیت کو مسخ کر کے پیروکاروں کی ذہنی غلامی کو مضبوط کرتی ہیں۔ یہ قول ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کا ''تصوف'' دراصل روحانی تربیت نہیں بلکہ ذہنی تسلط اور غیر اخلاقی مثالوں کے ذریعے مریدوں کی سوچ کو مفلوج کرنے کا ایک طریقہ تھا۔

مرزا قادیانی کتے کا بچہ

میری کارروائی محمد حسین کے مقابل پر اخیر تک سلامت روشنی کے ساتھ

رہی ہے اور میں نے بہت سے گندے اشتہار دیکھ کر جو اس کی تعلیم
سے لکھے گئے تھے۔ جن کا بہت سا حصہ خود اس نے اپنی اشاعۃ السنہ
میں نقل کیا ہے وہ صبر کیا ہے جو دنیا داروں کی فطرت سے ایسا صبر ہونا
غیر ممکن ہے محمد حسین نے میرے ننگ و ناموس پر نہایت قابل شرم
کمینگی کے ساتھ اور سراسر جھوٹ سے حملہ کیا ہے اور میری بیوی کی
نسبت محض افترا سے نہایت ناپاک کلمے لکھے ہیں اور مجھے ذلیل
کرنے کے لئے بار بار یہ کلمات شائع کئے کہ یہ شخص لعنتی اور کتے کا بچہ
ہے اور دو سو جوتہ اس کے سر پر لگانا چاہیے اور اس کو قتل کر دینا ثواب
کی بات ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 519)

مرزا کا اعتراف کہ لوگ مجھے 'کتے کا بچہ' کہتے تھے

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف اس بات پر خود گواہ ہیں کہ اس کے دور میں عوام الناس کے نزدیک اس کی شخصیت کتنی ناپسندیدہ، متنازع اور ناپاک سمجھی جاتی تھی۔ ''مجموعہ اشتہارات'' کے حوالہ سے اس کا یہ اعتراف کہ لوگ اسے ''لعنتی'' اور ''کتے کا بچہ'' کہہ کر پکارتے تھے، محض گالیوں کا ذکر نہیں بلکہ اس شدید عوامی ردِعمل کی علامت ہے جو مرزا کی جھوٹی نبوت، گستاخانہ عقائد، اور فتنہ انگیز تحریروں کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لقب کسی ایک شخص کی بدزبانی نہیں بلکہ معاشرے کی مجموعی نفرت، اضطراب، اور غصے کا وہ ردّ تھا جو مرزا قادیانی کے کردار، زبان اور گمراہ کن دعووں کے خلاف بلند ہوا۔ ''دو سو جوتے اس کے سر پر لگانے چاہئیں'' اور ''اس کو قتل کر دینا ثواب کا کام ہے''، جیسی سخت عوامی آراء اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ لوگ اس کی گمراہی کو محض

اختلاف نہیں بلکہ دین وملت پر حملہ سمجھتے تھے۔

مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے کہ اس کے خلاف بے شمار اشتہارات شائع ہوئے، اس کی ''ننگ و ناموس'' پر اعتراضات اٹھائے گئے، اور اس کے گھریلو کردار پر بھی سوال کھڑے ہوئے ہی یہ تمام وہ نشانیاں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ اس کی ''مقدس'' اور ''مسیح'' ہونے کی دعوے داری معاشرے میں کبھی قبولیت حاصل نہ کرسکی۔ اس لیے یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ''کتے کا بچہ'' جیسے الفاظ اس پر اس لیے کہے گئے کہ وہ نہ اخلاقاً معتبر سمجھا جاتا تھا، نہ دینی طور پر، اور نہ معاشرتی لحاظ سے قابل احترام۔ اس کی اپنی تحریریں خود اس کے خلاف گواہی دے رہی ہیں۔

اب میں دونوں اقتباسات

☆ ''سچا خدا پرست بننے کے لیے تم سب کو کتی دا بچہ بننا پڑے گا''

☆ '' میرے زمانے میں لوگ مجھے لعنتی، کتے کا بچہ کہتے تھے''

کو یکجا کرتے ہوئے مختلف پہلوؤں سے ایک جامع، تحقیقی اور بھرپور تنقیدی تجزیہ پیش کرتا ہوں۔ ہمارے اس رسالہ ''کتی دا بچہ'' کا مرکزی اور فیصلہ کن باب بن جائے گا۔

دونوں اقتباسات پر ہمہ جہتی تنقیدی روشنی

مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات اور اشتہارات میں موجود دونوں تحریریں اس کی شخصیت، ذہنیت اور مذہبی سمت کا مکمل نقشہ سامنے رکھ دیتی ہیں۔ پہلی تحریر میں وہ روحانیت کا تصور بیان کرتے ہوئے ''کتورہ'' یعنی کتے کا بچہ بننے کو خدا پرستی کے معیار کے طور پر پیش کرتا ہے، جبکہ دوسری تحریر میں وہ یہ اعتراف کرتا ہے کہ عوام الناس اس کو ''لعنتی'' اور ''کتے کا بچہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ دونوں پہلو ملا کر ایک منفرد، مگر نہایت خوفناک حقیقت سامنے آتی ہے۔ مرزا قادیانی نے روحانیت کا معیار بھی حیوانیت پر رکھا، اور اس کا اپنا کردار بھی اُس

زمانے میں لوگوں کی نظر میں اسی درجے کا تھا۔

مرزا قادیانی کی روحانیت کا معیار

اسلام روحانیت کی بنیاد ایمان، اخلاق، تقویٰ اور سنت پر رکھتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو ''کتورہ'' بننے کی تعلیم دی۔ یہ محض تمثیل نہیں بلکہ ذہنی انحطاط کی علامت ہے۔ وہ روحانی تربیت کو اخلاقی بلندی کی بجائے انسانی نفسیات کو جانوروں کی حد تک گرانے سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کی تعلیم کا خلاصہ یہ بنتا ہے:

☆ سچا خدا پرست انسان نہیں، جانور جیسا بنے۔

☆ بیٹے مرجائیں تو انہیں ''کتی کے بچے'' کی طرح دفن کرو۔

☆ اولاد کی محبت کو کتے کی موت کے غم کے برابر بھی نہ سمجھو۔

یہ تعلیم عیاری اور ذہنی غلامی کی ایک واضح تکنیک تھی انسان کو اتنا بے حس اور بے ارادہ بنادو کہ وہ سوچنے، اعتراض کرنے، یا سوال اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے۔

مرزا قادیانی کا سماجی مقام 'کتے کا بچہ'

مرزا خود اعتراف کرتا ہے کہ اس کے دور میں لوگ اسے لعنتی، کتے کا بچہ، قابل قتل، دو سو جوتے مارنے کے لائق کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ گالی نہیں یہ عوامی ردِّ عمل تھا، اس کی گمراہی کا اعلان تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ:

☆ اس کی شخصیت معاشرے میں انتہائی ناپسندیدہ تھی۔

☆ اس کا کردار متنازع اور نا قابل اعتبار تھا۔

☆ عوام اور علماء نے اسے دین دشمن قرار دیا۔

☆ اس کی تعلیمات سے نفرت فطری اور وسیع پیمانے پر موجود تھی۔

یہ حقیقت اس کی نبوت کے جھوٹ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص

اللہ کا نبی ہو، تو اللہ اس کے لیے دلوں میں محبت اور عظمت ڈال دیتا ہے؛ یہاں معاملہ الٹا ہے نفرت، لعنت، اور بددعا۔

دونوں حوالوں کو ملا کر ایک بڑی حقیقت سامنے آتی ہے:

پہلا حوالہ: مرزا مریدوں کو" کتے کا بچہ" بننے کا درس دیتا ہے۔

دوسرا حوالہ: لوگ مرزا کو" کتے کا بچہ" کہتے تھے، اور وہ خود اس کا اعتراف کرتا ہے۔

یہ دو باتیں مل کر مرزا کی اندرونی نفسیات کو بے نقاب کرتی ہیں:

☆ وہ انہی القاب کو روحانی مقام سمجھتا تھا جو لوگ اس کے لیے استعمال کر رہے تھے۔

☆ اس نے اپنی پست ذہنیت کا معیار اپنے پیروکاروں پر بھی مسلط کیا۔

☆ اس نے اپنے اندرونی احساسِ کمتری کو مذہبی تعلیم بنا کر پیش کیا۔

یہ نفساتی بیماری کی قسم ہے:Self Internalized Abuse یعنی معاشرے کی نفرت کو"روحانی مقام" بنا کر پیش کرنا۔

مرزا کا مذہبی فلسفہ خود ساختہ ذلت کو تقدس بنا دینا

یہ بات بہت اہم ہے کہ مرزا نے اپنے لیے استعمال ہونے والے گندے القاب کو روحانی راستے کا حصہ بنا دیا۔ وہ کہتا ہے کہ خدا پرست بننے کے لیے"کتورہ" بنو، اور پھر یہ بھی کہ لوگ مجھے"کتے کا بچہ" کہتے ہیں۔

گویا اس نے ذلت کو تقدس بنا دیا، گالی کو روحانی تربیت کا معیار بنایا، انسانیت کی تذلیل کو اللہ کا قرب قرار دیا، اپنے احساسِ کمتری کو مذہب سمجھ کر پھیلا دیا یہ مذہب نہیں، نفسیاتی بیماری تھی جسے اس نے"وحی" کا نام دے دیا۔

اسلام کیا کہتا ہے؟

اسلام کہتا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کی خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت 70)

باپ، بیٹے، ماں، عزت، نسل ہر چیز محترم ہے۔ اللہ محبت، رحمت، اور عزت کا دین ہے۔ روحانیت انسان کو بلند کرتی ہے، ذلیل نہیں۔ مرزا قادیانی توہین انسانیت، توہین اولاد، اور توہین اخلاق کو روحانی درجہ بنا رہا ہے۔ یہ اسلام کے کسی بھی اصول سے مطابقت نہیں رکھتا۔

"کتی دا بچہ" مرزا کا عقیدہ بھی، اس کا انجام بھی

ان دونوں حوالوں کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مرزا قادیانی نے اپنے پیروکاروں کو پست ترین سطح پر لانے کی کوشش کی اس نے روحانیت کو ذلت میں بدل دیا لوگوں نے اس کی گمراہی کو پہچان کر اسی نام سے اسے پکارا اس کی تعلیمات اور اس کی شخصیت دونوں ایک ہی درجے پر تھیں۔

اسی لیے آپ نے رسالے کا نام "کتی دا بچہ" بالکل درست رکھا ہی کیونکہ یہ لقب مرزا نے اپنی تعلیم سے بھی ثابت کیا اور اپنی تحریروں سے بھی۔

مرزا قادیانی قادیان کا سب سے بڑا کتا

اگر وہ مجھ پر راضی نہیں اور میں اس کی نگاہ میں برا ہوں تو پھر کتے کی

طرح کیا ہزار درجہ کتوں سے بدتر ہوں۔

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم
از سگانِ کوچہ ہا ہم کم تریم

(روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 334)

مرزا قادیانی کا خود اعتراف: ”میں کتے سے بھی ہزار درجے بدتر ہوں“ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ ”مسیح موعود“، ”نبی“، ”مہدی“ اور ”خاتم الخلفاء“ ہے، مگر اس کے دعووں کے مقابلے میں اس کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ اس کے باطن، اس کے نفس اور اس کی اصلی حقیقت کو خود ہی بے نقاب کر دیتے ہیں۔ مرزا خود اعتراف کرتا ہے: ”کتے کی طرح کیا، ہزار درجہ کتوں سے بدتر ہوں“۔ یہ چند جملہ مرزا کی پوری فکری ساخت، عقائد، نفسیات اور اس کی اصل حقیقت کو کھول کر رکھ دیتا ہے۔

مذہبی دعوے ایک طرف مرزا کا اپنا اعتراف دوسری طرف جس شخص نے ”نبوت“ کا دعویٰ کیا ”مسیح“ ہونے کا دعویٰ کیا ”مہدی“ ہونے کا اعلان کیا اپنے پیروکاروں پر بیعت واجب قرار دی اپنے منکروں پر لعنت بھیجی وہی شخص اپنے قلم سے لکھتا ہے: ”میں ہزار درجے کتوں سے بھی بدتر ہوں“ یہ جملہ صرف ایک تمثیل نہیں، یہ مرزا کے اپنی روحانی ناپاکی کا اقرارنامہ ہے۔ کوئی نبی، ولی، مصلح، یا اللہ کا قرب رکھنے والا شخص اپنے آپ کو ”ہزار درجے بدتر کتا“ نہیں کہہ سکتا۔ یہ جملہ خود بتاتا ہے کہ مرزا احساسِ کمتری میں مبتلا تھا اپنے نفس کا غلام تھا اخلاقی و روحانی طور پر گرا ہوا تھا نبوت کے مقام کے لائق نہیں تھا اپنے باطنی حال سے واقف تھا اور اسے چھپا نہ سکا۔

یہ اعتراف اس کے دوسرے اقوال سے مطابقت رکھتا ہے یہ وہی مرزا ہے جو اپنے ماننے والوں کو بھی ”کتورہ“ (کتی کا بچہ) بننے کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے ”بیٹا مرے تو اسے کتی

کے بچے کی طرح دفن کرو‘‘ ’’اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے تو کتورہ بنو‘‘ ’’سچا خدا پرست بننے کے لیے انسان نہیں، جانور بنو‘‘ گویا وہ انسانیت کو جانوریت کے درجے پر لے آتا ہے، اور پھر خود کہتا ہے ’’میں ہزار درجے کتوں سے بھی کم تر ہوں‘‘ یہ دو اقوال مل کر اس کے پورے مذہبی نظام کی بنیاد کھول دیتے ہیں: وہ خود کو کتا مانتا ہے اپنے پیروکاروں کو بھی کتے بناتا ہے اور یہی اس کی روحانیت کا معیار ہے یہ ’’نبوت‘‘ نہیں یہ نفسیاتی انحطاط ہے۔

ایک نبی کی زبان کیا ہوتی ہے؟ مرزا کی زبان کیا ہے؟

انبیاء علیہم السلام اپنی زبان سے عزت، پاکیزگی، اللہ کی عظمت، اخلاق، حلم اور ضبطِ نفس سکھاتے ہیں۔ مرزا قادیانی خود کو کتا کہتا ہے اپنے مریدوں کو کتورہ کہتا ہے مخالفین کو گالیاں دیتا ہے عورتوں پر تہمتیں لگاتا ہے اپنی بیوی کو ’’بدکار‘‘ کہے جانے کی شکایت کرتا ہے اور اپنی زوجہ کے معشوقوں کو گھر میں لے آتا ہے ایسے شخص کے منہ سے ’’روحانیت‘‘ نکلے گی یا پستی؟

’’کتے سے بھی بدتر‘‘ اس جملے کی گہری نفسیاتی حقیقت یہ جملہ دراصل مرزا کی Self-loathing (خود سے نفرت) کی علامت ہے۔ نفسیات میں ایسے لوگ شدید شخصیت کی کمزوری رکھتے ہیں احساسِ جرم میں مبتلا رہتے ہیں شہرت اور روحانیت کو ملا کر ایک مصنوعی شخصیت بناتے ہیں اندر سے خود کو کمتر سمجھتے ہیں اور یہی احساس ان کے مذہبی نظام میں منتقل ہو جاتا ہے اسی لیے مرزا نے خود کو کم تر کتا کہا مریدوں کو بھی کتے کا بچہ بننے کا حکم دیا اپنی پوری روحانیت کو اسی حیوانیت کے گرد گھمایا یہ بات اُس کے پورے فتنہ قادیانیت کی نفسیاتی بنیاد ہے۔

اس اعتراف کا شرعی اور اصولی نتیجہ

اسلام کے بنیادی اصول کے مطابق: جس کی زبان اتنی پست ہو، اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے اور خود کو ’’ہزار درجہ بدتر کتا‘‘ کہے وہ کیسے

اللہ کا نبی ہوسکتا ہے؟ نبی عزت والا ہوتا ہے نبی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے نبی اپنا اور امت کا مقام بلند کرتا ہے نبی فحش تشبیہیں نہیں دیتا نبی گندگی کی زبان نہیں استعمال کرتا نبی نفس کا بندہ نہیں ہوتا مرزا کا یہ اعتراف اس کے تمام دعوے ختم کرنے کے لیے کافی ہے۔

مرزا کی زبان میں خود اپنے لیے "کتے کا بچہ" ہونا

روحانی خزائن کے اقتباس میں مرزا نے نہ صرف اپنے لیے ''کتا'' کا لفظ استعمال کیا بلکہ ''ہزار درجہ کتوں سے بھی بدتر'' ہونے کا اقرار کیا۔ یعنی لوگوں نے اگر اسے ''کتے کا بچہ'' کہا تو مرزا نے خود اس سے بھی زیادہ شدید الفاظ میں اپنے آپ کو اس سے نیچا قرار دیا۔ کسی حقیقی نبی کی تاریخ میں ایسا نہیں ملتا کہ وہ اپنے وجود کو کتوں سے بدتر کہے۔ یہ مرزا کی ذہنی و روحانی کیفیت کا کھلا ثبوت ہے کہ اس کے اندر شخصیت کی پستی، خود توہینی، نفسیاتی کمزوری اور بیمار ذہنیت موجود تھی، جسے وہ ''روحانیت'' کا نام دے رہا تھا۔

مرزا کے خود ساختہ روحانی معیار کا نتیجہ

جب مرزا خود اپنے لیے ''کتا'' اور ''کتوں سے بدتر'' کے القاب استعمال کرتا ہے، تو وہ اپنے پیروکاروں سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی اپنی عزتِ نفس کو پامال کر کے ذلیل ترین تشبیہیں قبول کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا نے انہیں ''بیٹوں کو مارنے''، ''کتی کے بچے بننے''، اور ''بے یارو مددگار'' ہو جانے کا حکم دیا۔ یہ ذہنی غلامی کا ماحول تھا جس میں مرید کو انسانیت سے محروم کر کے گروہ کی غلامی میں داخل کیا جاتا تھا۔ یہی نفسیاتی کنٹرول آج تک قادیانی تنظیموں کا بنیادی طریقۂ کار ہے۔

مرزا کا "کتا نظریہ" اس کی باطنی حقیقت کا عکاسی

یہ تینوں اقتباسات ''کتورہ بننے کی تعلیم''، ''لوگوں کا اسے کتا کہنا''، اور ''اس کا اپنا کتا ہونا'' مرزا کی شخصیت کا ایک جامع نقشہ پیش کرتے ہیں۔ مرزا نہ صرف عوام کی گالیوں کا شکار تھا

بلکہ خود بھی اپنی زبان سے اپنی تذلیل کرتا تھا۔ پھر اسی ذلت کو ”روحانی مقام“ بنا کر اپنے پیروکاروں کو بھی انسانیت سے نیچے گرانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کا پورا نظامِ فکر عزتِ انسان، کرامتِ انسان اور اسلامی روحانیت کے خلاف تھا جو دراصل اس کی اپنی گمراہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔

کیا پروا۔ باوجود اس کے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر بے نیاز بھی ہے۔ نوحؑ کے وقت، لوطؑ کے وقت، موسیٰؑ کے وقت کیا ہوا؟ کیا جو قومیں اور بستیاں اس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے؟ وہ بھی انسان تھے اور تم بھی انسان ہو لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے اور حق کا انکار کرتے ہیں تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا اور آن کی آن میں انہیں مٹا دیا۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو!! صرف اتنی ہی بات کہ ہم نے مان لیا ہے کافی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مجرد اقرار نہیں چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ جو اقرار تم نے کیا ہے اسے کر کے دکھا دو۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا پھر وہ طاعون سے کیوں مَر گیا؟ میں کہتا ہوں کہ میں اس کا ذمہ دار ہوں کہ وہ کیوں مَر گیا؟ اپنے اندر کے طاعون سے مَر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ظلاّم نہیں ہے وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق رکھ دیتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ نری بیعت اور زبانی اقرار کیا بنا سکتا ہے؟ جب تک دل صاف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچا لوں گا، لیکن جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی اور اس اَمر کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کا کیا جواب دیا؟ یہی کہ تو جاہل مت بن وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا۔ پھر جب انہیں اپنے ایسے بیٹے کے لیے دعا کرنے پر یہ جواب ملا تو اَور کون ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا اور اپنے اعمال اور حال میں اصلاح نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ وہ معاملہ ہو جو اس کے مخلص اور وفادار بندوں سے ہوتا ہے۔ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

سچے خدا پرست بنو

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ میں جانتا ہوں۔ بہت سے لوگ ہیں جو چھپے ہوئے مرتد ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو باوجود اس کے کہ وہ بیعت میں داخل ہیں اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے

مجھے کہا کہ جب تک تیرے گھر بیٹا نہ ہو وہ کیوں کر سچا ہو سکتا ہے؟ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ کیا خدا نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو بیٹے دوں؟ کسی کے گھر بیٹا ہو یا بیٹی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں۔ میں تو اس (لیے) آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوں۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے ایمان درست ہوں اور خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیے خواہ بیٹے مَریں یا جئیں۔[1] کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ اَنَّمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ (الانفال:۲۹) جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ وہ مجھ پر نہیں خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مارلو۔ بابا فریدؒ کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مَر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مَر گیا ہے اس کو دفن کردو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جب تک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس ومحتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار ومددگار نہ ہو۔ یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیے۔ اسی مقام پر پہنچ کر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بُت پرستی مراد ہے۔ نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لیے بنا لیتا ہے ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انہیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مَر جاوے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں۔ یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔ پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو

[1] بدر سے۔ ”نہ کہ لوگ مرید ہو کر آزمائش کیا کریں کہ بیٹے پیدا ہوتے ہیں یا کہ نہیں۔“

(بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ مورخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳)

مَیں اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ میری کارروائی محمد حسین کے مقابل پر اخیر تک سلامت روشنی کے ساتھ رہی ہے اور مَیں نے بہت سے گندے اشتہار دیکھ کر جو اس کی تعلیم سے لکھے گئے تھے۔ جن کا بہت سا حصہ خود اس نے اپنی **اشاعۃ السُّنہ** میں نقل کیا ہے وہ صبر کیا ہے جو دنیاداروں کی فطرت سے ایسا صبر ہونا غیر ممکن ہے محمد حسین نے میرے ننگ و ناموس پر نہایت قابل شرم کمینگی کے ساتھ اور سراسر جھوٹ سے حملہ کیا ہے اور میری بیوی کی نسبت محض افترا سے نہایت ناپاک کلمے لکھے ہیں اور مجھے ذلیل کرنے کے لئے بار بار یہ کلمات شائع کئے کہ ''یہ شخص لعنتی اور کُتّے کا بچہ ہے اور دوسو جوتہ اس کے سر پر لگانا چاہیے اور اس کو قتل کر دینا ثواب کی بات ہے۔'' لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی مَیں نے اس کے یا اس کے گروہ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے۔ مَیں ہمیشہ ایسے الفاظ استعمال کرتا رہا جو ایک شریف انسان کو تہذیب کے لحاظ سے کرنے چاہییں۔ ہاں جیسا کہ مذہبی مباحثات میں باوجود تمام تر نیک نیتی اور نرمی اور تہذیب کے ایسی صورتیں پیش آ جایا کرتی ہیں کہ ایک فریق اپنے فریق مخالف کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جو عین محل پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اس مہذبانہ طریق سے مَیں انکار نہیں کر سکتا۔ مباحثات میں ضرورت کے وقت بہت سے کلمات ایسے بھی استعمال ہوتے ہیں جو فریق مخالف کو طبعاً ناگوار معلوم ہوتے ہیں مگر محل پر چسپاں اور واقعی ہوتے ہیں مثلاً جو شخص اپنے مباحثات میں عمداً خیانت کرتا ہے یا دانستہ روایتوں کے حوالہ میں جھوٹ بولتا ہے اس کو نیک نیتی اور اظہار حق کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے کہ تم نے طریقِ خیانت یا جھوٹ کو اختیار کیا ہے اور ایسا بیان کرنا نرمی اور تہذیب کے برخلاف نہیں ہوتا بلکہ اس حد تک جو سچائی اور نیک نیتی کا التزام کیا گیا ہو۔ حق کے ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ایسے طریق کو یورپ کے ممتاز محققوں نے بھی جو طبعاً تہذیب اور نرمی کے اعلیٰ اصولوں کے پابند ہوتے ہیں اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ سرمیور سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی نے اپنی کتاب لائف آف محمد میں اس مذہبی تحریر میں ایسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں کہ مَیں ایسے الفاظ کا ذکر بھی سخت نامناسب سمجھتا ہوں۔ اور میرے ایک مُرید نے جو محمد حسین کی نسبت ایک مضمون اخبار الحکم میں لکھا ہے جو

غلبہ تمہیں کا ہے اگر تم واقعی طور پر مومن ہو۔ اور فرماتا ہے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ؎ یعنی خدائے تعالیٰ ہرگز کافروں کو مومنوں پر راہ نہیں دے گا۔ سو دیکھو خدائے تعالیٰ نے قرآن کریم میں مقابلہ کے وقت مومنوں کو فتح کی بشارت دے رکھی ہے اور خود ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ مومن کا ہی حامی اور ناصر ہوتا ہے مفتری کا ہرگز ناصر اور حامی نہیں ہوسکتا۔ سو جس کا خدائے تعالیٰ آپ دشمن ہو اور جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے ایسا نا اہل آدمی کیونکر مومن کے مقابل پر ایمان کے علامات خاصہ سے خلعت یاب ہوسکتا ہے بھلا یہ کیونکر ہو کہ جو لوگ خدائے تعالیٰ کے پیارے دوست اور سچے الہامات کے وارث اور نیز مومنین کاملین اور شیخ الکل ہوں وہ تو مقابلہ کے وقت ایمانی نشانوں سے محروم رہ جائیں اور بڑی ذلت کے ساتھ ان کی پردہ دری ہو اور عمداً خدائے تعالیٰ ان کی بزرگی اور نیک نامی کو صدمہ پہنچاوے لیکن وہ جو راندۂ درگاہ الٰہی اور بقول شیخ بٹالوی کتوں کی طرح اور کافر اور دجّال اور بقول میاں نذیر حسین بکلّی ایمان سے بے نصیب اور ملحد اور ہر ایک مخلوق سے بدتر ہو اس میں ایمانی نشان پائے جائیں اور خدائے تعالیٰ عند المقابلہ اسی کو فتح منداور کامیاب کرے ایسا ہونا تو ہرگز ممکن نہیں۔ ناظرین آپ لوگ ایماناً فرماویں کہ کیا آسمانی اور روحانی تائید مومنوں کیلئے ہوتی ہے یا کافروں کیلئے؟ اس تمام تقریر میں مَیں نے ثابت کر دیا ہے کہ حق اور باطل میں کھلا کھلا فرق ظاہر کرنے کیلئے مقابلہ کی ازحد ضرورت ہے ؎ تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد میں نے حضرت شیخ الکل صاحب اور اُن کے شاگردوں کی زبان درازیوں پر بہت صبر کیا اور ستایا گیا اور آپ کو روکتا رہا۔ اب میں مامور ہونے کی وجہ سے اس دعوت اللہ کی طرف شیخ الکل صاحب اور ان کی جماعت کو بلاتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اس نزاع کا آپ فیصلہ کر دے گا وہ دلوں کے خیالات کو جانچتا اور سینوں کے حالات کو پرکھتا ہے اور کسی سے دل آزار زیادتی اور جہر بالسّوء پسند نہیں کرتا وہ لاپرواہ ہے متقی وہی ہے جو اس سے ڈرے اور میری اس میں کیا کسر شان ہے اگر کوئی مجھے کتا کہے یا کافر کافر اور دجّال کر کے پکارے درحقیقت حقیقی طور پر انسان کی کیا عزّت ہے صرف اس کے نور کے پرتوہ پڑنے سے عزّت حاصل ہوتی ہے **اگر وہ مجھ پر راضی نہیں اور میں اس کی نگاہ میں بُرا ہوں تو پھر کتے کی طرح کیا ہزار درجہ کتوں سے بدتر ہوں۔** ؎

گر خدا از بندۂ خوشنود نیست ہیچ حیوانے چو او مردود نیست
گر سگِ نفسِ دنی را پروریم از سگانِ کوچہ ہا ہم کم تریم
اے خدا اے طالبان را رہنما ایکہ مہر تو حیاتِ روح ما
بر رضائے خویش کن انجام ما تا براید در دو عالم کام ما